.)

حضرت الحارث الاشعری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو بہت بہت یاد کرو۔ ذکر کی مثال ایسی سمجھو جیسے کہ کسی آدمی کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ اس کا پیچھا کر رہے ہوں، مگر وہ بھاگ کر ایک مضبوط قلعے میں پناہ لے لے اور اپنے کو دشمنوں کے ہاتھ میں پڑنے سے بچا لے۔ اسی طرح کوئی انسان شیطان سے بچ نہیں سکتا، سوائے اللہ کی یاد کے سہارے (ترمذی، ابن خزیمہ بحوالہ الترغیب و الترھیب)

ہمارا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے۔ وہ ہر وقت، ہر طرف سے --- سامنے سے بھی، پیچھے سے بھی، دائیں سے بھی، بائیں سے بھی --- ہمارے اوپر حملے کرتا رہتا ہے: ہمارے ایمان و یقین پر ڈاکے ڈالتا ہے، ہمیں صراط مستقیم سے ہٹانے کے لیے اپنی ہر قوت اور ہر کوشش لگا دیتا ہے، وہ صراط مستقیم جو ہمیں اللہ اور اس کی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔

ہمارے اوپر شیطان کا سب سے کارگر ہتھیار یہ ہے کہ وہ ہمارے دلوں میں برائی کا خیال ڈالے اور اس کی ترغیب دے۔ اس لیے دلوں کو شیطان کے حملوں سے بچانے کے لیے سب سے مضبوط قلعہ اس لیے یہ ہے کہ "جب آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے، دل میں اللہ کا دھیان ہوتا ہے، شیطان وہاں ٹھہر نہیں سکتا، وہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ جب آدمی غافل ہوتا ہے، شیطان وسوسے پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے"۔ (بخاری، عن ابن عباس ؓ بحوالہ مشکوۃ)

کثرت سے بہت بہت یاد کرنے کے کیا معنی ہیں؟ قرآن کے مطابق: کھڑے، بیٹھے، لیٹے، صبح اور شام، نمازوں میں بھی، میدان جنگ میں بھی۔ حضور ؐ نے فرمایا: "یہاں تک کہ لوگ کہیں یہ مجنون ہے"۔ (احمد عن ابی سعید الخدری)

.)

حضرت ابو ہریرہ ؓ اور ابو سعید الخدری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو لوگ اللہ کو یاد کرنے کے لیے کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں، انھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں، ان پر رحمت چھا جاتی ہے، ان پر سکینت (سکون و اطمینان) نازل ہوتی ہے، اور اللہ ان کا ذکر ان کی مجلس میں کرتا ہے جو اس کے قریب ہیں۔ (مسلم بحوالہ مشکوۃ باب ذکر اللہ)

جہاں لوگ اللہ کے لیے جمع ہوں، جمع ہو کر وہ کام اور وہ بات کریں جو اللہ کو مطلوب ہے، وہ ذکر کی مجلس ہے: نماز باجماعت ہو، قرآن کا درس اور مذاکرہ ہو، دین کی تعلیم ہو یا دعوت الی اللہ ہو۔ یہ مجلس اللہ کو بہت محبوب ہے۔

اس مجلس کے لیے عظیم بشارتیں ہیں (۱) چاروں طرف فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ آسمان تک انھیں

اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (۲) رحمت، (۳) سکینت، (۴) مقرب فرشتوں کی مجلس میں ذکر۔ ضروری ہے کہ ہر مجلس میں ذکر ہو، ذکر کے لیے مجلسوں کا اہتمام ہو، اور لیکن ہر مجلس میں اللہ کے رسول کی ان بشارتوں کو یاد رکھیں، اور اللہ سے پوری امید رکھیں کہ وہ یہ سب کچھ عطا فرمائے گا۔

()

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اپنے دین (کے احکام) پر استقامت سے عمل کرنا ایسا ہوگا جیسے ہاتھ میں انگارا پکڑنا۔ (ترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ باب تغیر الناس)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جس نے میری امت میں فساد کے زمانے میں میری سنت کو مضبوطی سے تھاما، اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (البیہقی، بحوالہ مشکوٰۃ باب الاعتصام)

امت کا فساد کیا ہے؟ اللہ کی طرف سے ہدایت کی نعمت کی ناشکری اور اس سے غفلت، اس سے بے وفائی، اپنے مقام اور مشن کو فراموشی۔ دنیا سے محبت اور بے یقینی، تفرقہ اور نافرمانی کا عام ہونا، باہم خون ریزی اور ظلم و جور، غیر قوموں کا تسلط۔
ایسی حالت میں دین پر جمے رہنا ایک مشکل کام ہوگا۔ اتنا مشکل جتنا ہاتھ میں انگارا پکڑنا۔ لیکن یہ انگارا اس آگ کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو اللہ کی نافرمانی سے بھڑکتی ہے، دنیا میں ذلت و رسوائی اور خون ریزی کی، اور آخرت میں جہنم کی صورت میں۔
اس کے برعکس سنت رسول پر قائم رہنے کا اجر سو شہیدوں کے اجر کے برابر ہے۔
ہر سنت کا اتباع ضروری ہے لیکن حضورؐ کی سب سے اہم سنت دعوت الی اللہ کا کام اور جہاد اور انفاق ہے جس میں آپؐ ہر دم اور ہر قدم مشغول رہے۔ اور ان کے ساتھ زادِ راہ کے طور پر اخلاقِ حسنہ اور عباداتِ الٰہی ہیں۔

()

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک دفعہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
کوئی شخص اپنے گھر والوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکے۔
ان کے ایک بیٹے نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا: ہم تو ان کو ضرور روکیں گے۔
عبداللہؓ نے فرمایا: میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں، اور تو اس قسم کی باتیں بناتا ہے۔

راوی (مجاہد) کا بیان ہے: اس واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے بیٹے سے عمر بھر نہ بولے۔ (احمد، بحوالہ مشکوٰۃ، باب الجماعۃ)

بیٹے کی نیت حضورؐ کے ارشاد کی مخالفت نہیں ہو سکتی تھی بلکہ زمانہ بدل جانے سے احکام میں تبدیلی کا اصول پیش نظر رہا ہوگا۔

رسول اللہؐ کے ارشاد کا احترام اور اتباع صحابہ کرامؓ کے نزدیک اتنا اہم اور محبوب تھا کہ اس کے برعکس بیٹے کی اس روش پر عمر بھر اس سے بول چال ترک کر دی گئی۔

مسجد اور نماز باجماعت سے عورتوں کو نہ روکا جائے، یہ منشائے نبوی بہت واضح ہے۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ عورتوں سے متعلق اجتماعی دینی کاموں میں تجربات کے نتیجے پر عہد صحابہ ہی سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔ اس لیے کسی کی ایک رائے پر کامل اتفاق کی تلاش بے سود ہے۔

()

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مسلمانو، تم پر ہر امیر کی راہنمائی میں جہاد فرض ہے، وہ نیک ہو یا بد، اور اگرچہ وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو۔

اور تم پر ہر مسلمان کے پیچھے نماز ادا کر لینا واجب ہے، وہ نیک ہو یا بد، اور اگرچہ وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو۔

اور تم پر ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے، وہ نیک ہو یا بد، اور اگرچہ اس نے کبائر کا ارتکاب کیا ہو۔ (ابوداؤد، بحوالہ مشکوٰۃ، باب الامامۃ)

امیر اور امام، اخلاق و کردار کے لحاظ سے کیسے ہی ہوں، نیک کاموں میں ان کی اطاعت واجب ہے۔
خصوصاً نماز باجماعت اور جہاد جیسے عظیم نیک کاموں میں۔ اس سے جہاد اور جماعت کی اہمیت بھی واضح ہو جاتی ہے۔

اسی طرح مسلمان کتنا ہی بدعمل ہو، اس کے حقوق ساقط نہیں ہوں گے۔ خصوصاً اس کی نماز جنازہ۔
حدیثوں میں ہے کہ حضورؐ نے خودکشی کرنے والے اور مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ یہ روش عوام کی تنبیہ اور سبق و عبرت کے لیے رہی ہوگی۔ ویسے بھی قطع تعلق کی روش وہیں نتیجہ خیز ہو سکتی ہے جہاں معاشرہ اسلامی بنیادوں پر قائم ہو چکا ہو۔

شرعی رخصتیں اور ان کا حکم

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی

رخصت کا مسئلہ شرعی مسائل میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ چوں کہ انسان کمزور پیدا ہوا ہے اور بسا اوقات وہ مشقتوں کو برداشت نہیں کر پاتا ہے' اور اس کو ایسے عذر پیش آتے ہیں جو واجبات کی ادائیگی اور محرمات سے پرہیز کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں' اور چوں کہ اسلام دین فطرت ہے اور اللہ تعالیٰ طاقت اور کمزور' تندرست اور بیمار' قادر اور معذور کو اچھی طرح جانتا ہے' چنانچہ دین فطرت کا تقاضا ہے کہ ان مختلف حالات کی رعایت کی جائے اور ہر حال میں ایسا حکم صادر کیا جائے جو اس حال کے مناسب ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا. اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا (البقرہ ۲: ۲۸۶)۔

چنانچہ جب کوئی مکلف 'عزیمت پر عمل کرنے کی قدرت نہیں پاتا تو وہ اسے ایسے پہلو پر عمل کرنے کی اجازت دیتا ہے جس میں اس کے لیے آسانی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر احسان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بعض احکام عزیمت ہیں اور بعض رخصت۔ رخصت 'عزیمت کی ضد ہے' اس لیے رخصت پر بحث کرنے سے قبل عزیمت کا جاننا ہمارے لیے ضروری ہے۔

عزیمت

عزیمت کے معنی لغت میں سنجیدگی اور عمل کے پختہ ارادہ کے ہیں۔ ابن منظور' لسان العرب میں لکھتے ہیں: العزم الجد عزم کے معنی جد (سنجیدگی) کے ہیں' اور عزم علی الامر عزماً، اراد فعله، یعنی اس نے فلاں کام کرنے کا ارادہ کیا۔ لیث کہتے ہیں: عزم اس فعل کو کہتے ہیں جس کے کرنے کا تم نے دل سے ارادہ کر لیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ تم وتر کی نماز کس وقت پڑھتے ہو؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ رات کے پہلے حصے میں۔ پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ رات کے آخری حصہ میں۔ تو رسول اللہؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم نے احتیاط پر عمل کیا' اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم نے عزیمت پر عمل کیا۔ آنحضورؐ کی